

علامہ حقوق بخاری رازق الخیری محفوظ ہیں

۷۲۳۸۷

روداد

کتاب

علامہ راشد الخیری مدظلہ

کی

بے نظیر اور پرورد و نظمیں کا مجموعہ

چشم کو

محمد عبد الرزاق الخیری

نے بہ ماہ دسمبر ۲۲ء ۱۹۷۶ء

بازمانی، قیمت صرف ۷ روپے

عَلَامَةُ اللَّهِ الْخَيْرِي مَكْتَبَةُ الْعَالِي

ملک کے ان مشہور مصنفوں میں ہیں جنکا نام ان کے خاص رنگ میں نہ مادر وطن نے پیدا کیا نہ کر سکے گی
داستان غم لکھنے کا تو وہ ملکہ خیلے ان کو دیا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے ڈرامہ نویس کو بھی یہ بات نصیب
ہو نہیں کچھ تو بات ہے کہ مولانا کی بعض کتابیں دس دس ہزار اور شام زندگی تو دو تین سال کے
عرصہ میں پندرہ ہزار چھپ چکی ہے، ہم نے تو یہ دیکھا کہ جس نے ایک کتاب ہی منگالی اس نے
سب ہی کو منگا کر چھوڑا،

صبح زندگی شام زندگی اور شرب زندگی

یہ ان بے نظیر کتابوں کا مجموعہ ہے جو باعتبار مضمون ہندوستان میں نا اور الوجود کتابیں
ہیں اور مولانا موصوف کی تمام تصنیفات میں چوٹی کی کتابیں ہیں، ہندوستان کے تمام چراغ
اور ملک کے مشاہیر مصنف اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور مقبولیت کی یہ کیفیت
ہے کہ یہ تینوں کتابیں اب تک نیس ہزار ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں

صبح زندگی میں ایک لڑکی کا بچپن، ابتدائی تعلیم، تربیت اور کووار پتر کے تمام زندگی
دیکھلائی ہے اور اس زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کو نظر انداز کر دیا گیا ہو،

شام زندگی، میں اسی لڑکی کی شادی سے لے کر موت تک حالات ہیں، سبحان اللہ کیا
کتاب ہے، دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے اس قدر مؤثر ہے کہ ایک ایک لفظ دل کے پار ہو جاتا ہے

شب زندگی، اس میں عالم بالا سے ہے اور زندگی کے اچھے اعمال اچھا بدلہ اور پس ماندہ
کنبہ کے حالات ہیں، قیمت ہر کتب عام، عام، عام، علی الترتیب، یکجا بی خریداروں کو

محصولہ اک معاف صرف ہے میں گھر بیٹھے پہنچ جائیں گی صفحات ہر کتب ۵۵ صفحے
منہج حمید یہ پریس دہلی سے منگائیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالیٰ

(بچہ نیکو حفظ یاد کرنی چاہیے)

رکھو زباں پہ جباری	حمد جناب باری
فانی ہے ماسوا سب	باقی ہے بس وہی رب
باقی ہے سب بحیثیت	کافی ہے وہ اکیلے
وہ رازق چس ہے	وہ خالق چس ہے
مالک ہے خشک تر کا	حاکم ہے بحر و بر کا
عرش بریں اسی کا	فرش زمیں اسی کا
ہے اس کی بادشاہی	از ماد تا سماوی
معبود اللہ جل ہے	شہنشاہ چل ہے
مالک ہے این و آن کا	حاکم ہے وہ چل کا
ہر شے میں نواز سکا	ہر جہاں ظہور اس کا

ہر چیز میں بنال ہے	ہر چیز میں عیاں ہے
سب سے قریب تر ہے	سب سے عجیب تر ہے
غور شد میں اسے	پہر درے میں سامنے
لکھنے پہلے نہ سوسے	بولے سینے نہ روئے
ہے آنکھ سب کو دیکھے	بے کان سب کی سن لے
ہے ہاتھ پاؤں سب کا	کرتا ہے وہ ہر آرام
ملن میں کسی سے	تقریف اس کی لکھے
وصف اس کی	کیا لکھے مشت خاکی
نہ کہ جہو کا واس	چھوٹا سا منہ بڑی بات

ترتیب محبوب سے نہ دیکھو عین میں روکیں حاضری کے بعد بطور عبادت کے
یہ نظم پڑھ کر۔

استا

ایک دن دینی ہوئی دو عورتیں	آئیں عادل شاہ کے دربار میں
ایک تھے بچے بہ تکرار تھی	دو دنوں میں مصوم کی بھتیجی مدعی
شاہ نے نہ چند سمجھایا انھیں	تلاک قصہ ہو وہ بیچ بیچ کہیں
پھر بھی لیکن یہ کہا ہر ایک نے	میرا بچہ ہے عنایت ہو مجھے
آخر شش کے سوچ کر شہ نے کہا	ہم ابھی آتے ہیں تم تھیر و ذرا
کھ کے یہ تشریف سزے گئے	اور اس بچہ کو بھی لیتے گئے
کوئی دس بارہ منٹ میں لوٹ کر	ہم کے بیٹے بادشاہ پھر تخت پر
ایک خاموشی میں ہاتھ تھا	ایک صندوق آبنوسی خوشنما
شہ نے وہ صندوق رکھا ہوا	اور ایک عورتوں سے گفتگو

تو رہنما نقصان ہو چکے دونوں کا
کٹکا ہے تم دونوں میں سے کچھ کہو
ورنہ پھر کیا فائدہ نقصان سے
میرا بچہ ہے بھئی کو دیکھئے

اب بھی گردنوں ہی نے مول کیا
بند ہے وہ بچہ اس میں دیکھ لو
جس کا ہے لے لے وہی بیان سے
باوجود اس کے ہر ایک نے

بادشاہ نے خادموں سے یہ کہا
اور پھر ان دونوں کو بھی ڈال دو
آئے خادموں عورتوں کے واسطے
ایک خود دریا میں فوراً جا پڑی
تاکہ اوسکو ڈوبنے بجھنے نہ دے
اور یہ تاکید کی خدمت سے
مہل میں اس بچہ کی ماں ہے یہی
اور اس میں یہ سنا یا فیصلہ
دوسری کو دس برس کی قید سخت
دوسری کو قید میں ڈال دیا

زیر دربار ایک دریا بہتا تھا
سینہ نکرو دریا میں اس صندوق کو
سینہ نیک کر صندوق شاہ کے حکم سے
ایک تو بس جیتے جی ہی مر گئی
اور جالپٹی ماسی صندوق سے
شاہ نے فوراً چھوڑ دیا مگر سے
لاؤ اس بچہ کو مہل سے ابھی
شاہ نے بچہ تو اس کو کھنڈے دیا
سختی بچہ کی ہے یہ نیک بخت
لجے کے بچہ ایک کو رخصت کیا

امتا کا ایسا ہوتا ہے اشر
لیکن اس بچہ کا تھا از بس ملال
اس سے بڑھ کر چاہئے ولا نہیں
اور پھر تاگو د میں لیکر اس سے
پھر نہ پوچھو اس کے دل کی بیگلی

تھنے دیکھا کیسی کودی دوڑ کر
جان کا اپنی بنیں بالکل خیال
ماں کے رشتہ سے بڑا رشتہ نہیں
جاگتا راتوں کو بچہ کیلئے
بے مزہ ہو چکے اگر تجھ کا جی

اور بچہ دودھ پیتا ہو اگر
یا اگر ہو جائے بچہ کو زکام
کھانے میں پینے میں دیکھیں رات میں
الغرض ہر وقت ہے اسکو خیال
اور اس کے پیٹ میں کچھ کسر
تو اسے دنیا کی سب چیزیں حرام
جلگنے میں سونے میں ہر بات میں
یہ ہنوتکلیف پائے میرا لال

حسن سیرت

ایک لڑکی کا ذرا کالا تھا رنگ
کھیتے تھے مل کے وہ دونوں بہم
ایک دن انکو کہیں گھر میں پڑا
دیکھی صورت اس میں دونوں خوش
اس کے ہنسنے کا سبب وہ پانگنی
آئی پھر روئی ہوئی وہ ان کے پاس
بھائی کو بوا کے اما جان ابھی
اور اس کے بھائی کا گورا تھا رنگ
کچھ نہیں تھا انکے دل کو رخ و غم
اتفاقاً ایک آئینہ ملا
کھل کھلا کر ہنس پڑا لڑکا وہیں
اور اپنے دل میں شر مندہ ہوئی
ادریوں کہنے لگی ہو کے اداس
کہدو آئینہ نہ دیکھیں وہ کبھی

جنوبینہ بہمنہ

مان نے اسکی جو بہت تھی ہوشیار
اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر یہ کہا
خاصا اچھی شکل ہے میری جان
اور اگر ایسا ہی تھو ہے خیال
گرد بیٹی ہمیشہ نیک کام
صورت اچھی گر بنیں تو شرم کیا
پونچہ گرا پھل سے آلو کر کے پیار
کون اس صورت کو کہتا ہے بُرا
کچھ نہ کرنا اپنے دل میں اسکا دیمان
اور صورت کی برائی کا ملال
تاکہ ہو دونوں جہاں میں نیک نام
سیرت اچھی چاہے لے باجیا

جنوبینہ بہمنہ

تم کو دھولے سے بہت پکڑ جن کا
کیا برائی اس میں آئی تھی نظر

ہے انھیں باتوں سے کچھ کچھ منسی
تو بھی اس میں کیا خط اس شخص کی
اس کو بھی کچھ حق نہیں ہے فخر کا
اپنی صورت کو بنائے آپ سے
یہ نہیں ممکن مگر بیٹا کبھی -
اپنی صورت کو لگاؤ چار چاند

اور پھر بلوا کے لڑکے سے کہا
کیوں ہنسے تھے بن کی تم شکل پر

یہ جو صورت ہے تمہاری چاندی
گر کسی کی شکل ہو پتے پر مع بری
اور جس کو اچھی صورت دے خدا
ہاں مگر جو کوئی اپنے ہاتھ سے
بشرم بھی جائز ہے بیشک فخر بھی
کام اچھے کر کے تم اے میرے چا

بچپن کی یاد ایک سہیلی کا خط پڑھ کر

میری سہیلی صادقہ
خط کا تمہارا ہے شکریہ
برسون کے دوٹھے من گئے
چو اسد آنکھوں پر رکھا
بچوں میں چکنا چور تھی
میں آپ ہی لیتی سنا
صندن سے دہن ہو گئیں
شادی سے اثاثہ سہا
تمہی چار دن کی چاندنی
اب سہیل سوچ آگیا
ملاقاتوں مہری گزریاں چھین

بچپن کی کیسی صادقہ
پیاری بھینلی صادقہ
مدت کے پچھڑے مل گئے
سب لفظ دل میں گر گئے
میں دور تھی مجبور تھی
دور نہ بگڑتیں لاکھ تم
کواری سے بیاہی ہو گئیں
بھولے ہوئے یاد آ گئے
بچپن گیا گزرا ہوا
وہ رات آخر ہو چکی
ناروں بھری راتیں گئیں

دن کھیل کے رخصت ہوؤ
 پیل کی چھاؤں یاد ہے
 مدت ہوئی دیکھا نہیں
 اماں کا غصہ اور میں
 کیا وقت تھا کیا بات تھی
 چھوٹے گھنڈر میں لیٹنا
 وہ ٹوٹنا اور پوٹنا -
 پھر جھپٹیں بایں کھیلنا
 کیا سماں رخصت ہوا
 گارے کے گھر مٹی کے دور
 اب پھر نہ آویں گے نظر
 گر عید آتی تھی کبھی
 جھم جھم کی ہوں گی چوڑیاں
 کیا فائدہ اس ذکر سے
 وہ سیر آخر ہو گئی
 بے فکر ہوتی تھی بسر
 رخصت ہوا پچھن مگر سیر
 جھک جھک میں دن سدا
 رنج و الم سدا رہیں
 اب ختم ہوتا ہے یہ خط
 بدلیں بڑھیں گودی بھر دو

اب وقت ہے کچھ کام کا
 دن پیر ہوتا تھا جہاں
 واں گھونسل تھا چیل کا
 خالہ کی خفگی اور غم
 مطلق اثر ہوتا نہ تھا
 مٹی میں دسم دسم کوٹنا
 اور آگے پیچھے دوڑنا
 کوڑی ذقن میں بہا گنا
 کچھ دھیان بھی ہے بھلاؤ
 پیٹے ہوئے تھے جن پہ پر
 جو کچھ وہ دیکھا خواب تھا
 ہوتی تھی دل کو کیا خوشی
 اس دھن میں راتوں بگنا
 لگتی ہے دل پر چوٹ سی
 اب راک ہے بیوقوف کا
 غم کا نہ تھا دل پر گزرا
 یہ پیل ہمیں دیتا گیا
 رین رین میں گتے رات سب
 ہر دم ہو غم کا سنا
 پھولو پھلو سکھ سے ہو
 بیٹا ہو پیدا چاہا سا

جھوٹے کا گانا یاد ہے سچ سچ ہی وہ دن آگئے
جاپسپیں بیاہی صداقت کے لیے کو سا جن آگئے

سینٹوں کی فریاد

بیٹی والیوں وقت کو بٹے دیر نہیں لگتی یہ ہی چار چار پانچ پانچ برس کی
میتائیں جو آج باتیں ملکاتی پھرتی ہیں ان کی پالکیاں آن لکس اٹھائیں
سوار کراؤ سنو یہ کیا کھ رہی ہیں اور سوچو کہ سچ ہے یا غلط -

کچھ عرض کرنے ماؤں سے۔ آئی میں بد گھیا ریاں
صورت سے ظاہر بیکسی۔ چہرے سے حسرت ہے عیاں
جس حال میں رکھا رہے۔ ہمنے نہ کی رہنما رُف

بکھی ہو آدمی بات گر۔ منہ پر نوکٹ جائے زباں
جوا گیا وہ لے لیا۔ جو دے دیا وہ کھالیا
جب نیند آئی پڑ رہے۔ ہمنے جگہ پائی جہاں

شرم و حیا موت ہی صبر و رضا شیوہ رہا
مستک کے چیلے ہو گئے۔ بیوجہ کہا میں گھر کیاں
گو بہائیوں کے اٹھ سے پٹے رہے کٹے ہو
اتنی نہ تھی ہمت مگر۔ کرتے کبھی تم سے بیاں

اب ظلم کی حد ہو چکی۔ انسان میں آخر کو ہم
گو منہ سے ہم خاموش میں۔ دل سے نکلتا ہے دہواں
کبنہ کی۔ ات ہمنے کی۔ گھر بہر کی خدمت ہمنو کی

تم ہمیں سے سوتیں اور ہم۔ بیٹوں کو دیتے لوریاں
میٹے مبارک ہوں تمہیں۔ مہمان کو رخصت کرو

وہ وقت آخر ہو چکا اب ہم کہاں اور تم کہاں

اب ہم کو دینا ہے نئی۔ دانا نیلا پانی نیا
جانا ہے ایسے دیں میں۔ پر دیں سے جو ہے سوا
چلنا ہزاروں کوں ہے۔ رستہ کٹھن منزل کٹری
چاروں طرف سنسان ہے اور سر یہ بادل چھا گیا
بستی بسائی ہے وہ جس کو آج تک دیکھا نہیں
سب بستے والے غیر جس کے اجنبی چھوٹا۔ بڑا
دم بھر میں طعنوں سے کریں۔ چھلنی کلیجہ گو دگر
پتھر سے بدتر جن کے دل ان سے ہمیں پالا پڑا
کھٹکیں نہ پھانسیں ساس کی۔ ہنس ہنس کے باتیں ہم سنیں
اگر بڑوں کی لاج کا۔ ٹھہرا ہے اس پر فیصدہ
فاقونہ قافے ہوں اگر۔ رہے کو پتھر سو نہ در
ہتھکنڈ سستی بنطسی۔ آئے نہ منہ پر کچھ کلا
جو ظلم ہو سہہ لیں اسے جو آپڑے جھیلیں اسے
جب مٹ کے ہم ہوں خاک تب۔ تم کو بنائیں کمیہ
شبابش کیا انصاف ہے۔ صد آفریں کیا داد ہو
اپسو بھی بیبا ہی کو۔ داخل پڑوسن ہی کہا

غیروں کے جاسو ہم۔ اب گھر پر ائے اور ہم
نہی ہی جان دکھ سینکڑوں۔ سودا ہزار اد ایک سو

کچھ عین کے دن ہو چکے۔ بھکر نیند میں سو چکے
 دن عیش کا شم ہو گیا۔ آٹے کے تارے نظر
 نکلا لڑکپن بیوفا۔ سیکا فقط کھتی ایک سہرا
 آخر جس بجے لگا۔ اور گیا وقت سفر
 شہقت بہری باتیں کہاں؟ وہ دن کہاں تیں کہاں
 ابا کا پھر خوب تھا۔ جو آگیا اول نظر
 ۱ پوچھی در پر بالکی۔ محنت ہے چودہ سال کی
 لکڑی رخصت کرو۔ ہوئی سہ سے دو پہر
 وہ سینے چاؤل ہو گئی باتیں میں سبیل میں مری
 فریاد ہے دل میں بڑی۔ آتی نہیں سب پر مگر

پس منعمی

نہایت بد نصیب میں وہ لڑکیاں جو ما باپ چھٹی چھتری کی خدمت میں آئیں
 ان کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اگر یہ نہا عویش دنیا سے اہم گئے
 تو وہ دنیا میں مشکل سے عویش میں آئی رہا قیامت کا فیصلہ وہ الگ ہے۔
 ما باپ جی نعمت۔ دولت نہ یہ عینت
 بے دہائیں انکی بھن لو دعائیں انکی
 خیریں مناؤں انکی بلیں بھساد انکی
 بے کرد ہر ریا میں سو جان کے خد میں
 انکھیں بچا بنو اے۔ دولت لیا بنو اے
 ہنن بنائو اے۔ عزت بڑھائیو اے

ہو حد دسرتیں گوں جلے انکی جان پر
 عاشق میں اور پتے۔ ہیں دوست لڑھے
 ہو کیے ہی لونگر۔ تاج مشہی میسر
 ہو کیے ہی امیری۔ کتنی ہی ہو فقری
 انکو مختاری صورت۔ پیچ پیچ ہے ایک لغت
 طاقت پہ بھولاست۔ وہ وقت بھولاست
 زبردل سے شیر ہو کہ ایتم دلیر ہو کر
 دشمن بناؤ ان کو۔ جھوٹا بتاؤ ان کو
 صورت ہو انکی نصرت۔ باتوں سے انکی وحشت
 سب مال زولت کر۔ خون جگر پلا کر
 مسرت غیص میں۔ کیا بغیص میں یہ
 میٹھی زہل سے بولو۔ دل انکے ہاتھ میں لو

کھانا انھیں مصیبت سوتا انھیں قیامت
 ان سے رفیق زیادہ بس نام ہے خدا کا
 یا مفلس سب تر رہنے کو گنہ چھپر
 بڑے ہو یا جو بن ہو تم لوگو کہیں ہو
 پہرے کے نہیں تھکے۔ ہیں مامتا کے ماتے
 کچھ زور بخانا طاقت۔ تھی گو دہلی کی جنت
 غرا کے اپنے آؤ۔ باتیں انہیں سناؤ
 فقرے سناؤ انکو۔ انھیں دکھاؤ انکو
 بے عقل انکو سمجھو۔ مرنے کے منتظر ہو
 جزیع تھا لگایا۔ اب اس سے بچل پایا
 غم اس انکی محنت ساری گئی۔ اکارت
 کچھ دن کی بات ہے یہ۔ یوں تجھو بات ہو یہ

گاڑے صبح نے غنڈے
 اور یہ چرخ غنڈے

ما کا پیام

علامہ محترم کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں شعبانہ سے اس کے
 بچہ جن بچہ لگیا۔ ماسا کی ماری ماچاروں طرف ڈھونڈتی بھرتی تھی
 ایک موقع پر شعبانہ احسن کو یہ پیام بھیج رہی ہے
 اس دل کی لکھی نے گپ جو گن۔ گھر بار چٹا تیرے کارن
 نیناں ترسیں دکھلا درشن۔ چھتین لگ جا جا احسن

دن رات ہو کے ، عمریں بتیں ۔ کھل کھلا کر بچھڑتی ہیں نسلیں
 پر دل کی کلی میری نہ کھلی ۔ جنگل دیکھے ۔ ڈھونڈتی گیلاں
 چلتی ہے ہوا پھولوں میں لپی ۔ کہاں میں جب دن ہوتا ہے
 آتی نہیں بوتیری لیکن ۔ دل خون کے آنسو روتا ہے
 بچوں سے چٹا دن بھر کا خاک جب گھومیں تاکے لیتا ہوں
 اسوقت دل مجروح میرا اندر سے صدایوں دیتا ہے
 کھو دیجو اتنا باوصیا ! حسن کی طسرف ہو کر جاتا
 چھتین لگ جایوں ہی حسن ، ماکسی لومڑی شجبا نہ

اسلم کا خط شوہر کے نام

بیس پچیس برس کا ذکر ہے حکیموں کے محلہ سے اکبر آباد میں
 ایک برات رخصت ہوئی ۔ یہ شادی دیکھنے میں تو معمولی
 تھی مگر اس لئے کہ نکاح سے قبل دو لہاد و لہن لئے ایک جوہر
 کی صورت دیکھ لی ۔ مدتوں کچھ بچہ کی زباں پر چڑھا سیکڑوں
 گھروں میں چھاں رسوم کی پابندی خدا کے حکم سے بھی زیادہ
 ہے اس کی ہنسی اور ہنرمندوں لوگ جو اسلم کے احکام
 کی زیادہ وقعت نہیں کرتے اس پر لعن طعن کرتے رہے ۔
 احقر معز کرنے والے کہتے تھے کہ جب نوبت یہاں تک پہنچ
 گئی کہ دوسروں کی دیکھا دیکھی مسلمان لڑکیوں کو غیر مردوں کے
 سامنے کرنے لگے تو اب اس قوم کا خدایا ہی حافظ ہے ۔ ولہذا

باپ کا بیان تھا کہ اسلام کا حکم صاف ہے اور جب تک دونوں
 کی رضامندی نہ ہو نکاح نہ کرو۔ بہر حال آسم جو اس برات کی
 وطن تھی اپنے شوہر کے گھر پہنچ گئی۔ چار پانچ سال تک
 میاں بیوی نے نہایت اچھی زندگی بسر کی۔ محبت و شادی
 کا جلی مقصد ہے حاصل تھا اور دونوں باوجود مفلسی کے
 اپنے حال میں خوش تھے۔ آمدنی کا کوئی ذریعہ چونکہ معقول
 نہ تھا اس لئے جو کچھ زیور برتن وغیرہ اسم کے میکے سے
 ملے کام آئے۔ مگر جب سب خالصے لگ گیا اور ذلت زیادہ
 تنگی کی آئی تو مجبوراً شوہر معاش کی تلاش میں باہر نکلے۔ ریت
 حیدر آباد کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ باپ و او اس کے حقوق کام آئے
 اور ڈیڑھ سو روپیہ کی ملازمت مل گئی دو تین مہینہ تک یہ سلسلہ
 قائم رہا کہ سو روپیہ مہینہ بیوی کے خرچ کا آتا رہا۔ مگر اس کے
 بعد نہ رفتہ بالکل ہی بند ہو گیا۔ اور اسم کی جگہ ایک دوسری
 عورت گھر کی ملکہ بن گئی۔ قند اور ادراج یعنی مردوں کے نکاحوں
 پر اعتراض خود اسلام پر اعتراض کرنا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے
 کہ مسلمانوں نے اس اجازت کا ایسا ناجائز فائدہ اٹھایا کہ گویا
 اسلام کو اپنے ہاتھ سے کند چھری پھیر کر فوج کر دیا یہ ہی
 وجہ ہے کہ آج دوسرے ہم پر منہ آتے ہیں اور ہمارے پاک
 مذہب کا منہ کڑے ہیں۔ یہ شوہر و بیویہ اسم پانچ چھ
 بچوں کی مامی مگر کیا دم ہوتا تو جاں بیٹھ جاتی اس کے دم کو
 روٹی کی کمی نہ تھی خود اس کا پناہ چار ازاد بھائی ناسب تحصیلدار موجود

تھا مگر اس دھاڑے کو لیکر کس کے گھر بیٹھتی جس طرح ہوا
 محنت مزدوری کی اور پیٹ پالا ۔ بچے بڑے ہوئے تو دنیا کی
 تمام امیدیں انکے ہاتھ تھیں ان میں سے بھی دو اکرم
 اور سلمہ وغادے گئے ۔ مصیبت کے پہاڑوں نے جب
 اس کی زندگی برباد کر دی تو ایک روز اُدھی رات کے وقت
 اس نے اپنے شوہر کو ایک خط لکھا جس کی نقل ہمارے ہاتھ
 آگئی اور ہم اسکو کچھ اس غرض سے نہیں درج کرتے کہ اس
 میں شاعری کا کمال ہے بلکہ ایک بد نصیب لڑکی کے جذبات
 اور اس کی حالت زار کی تصویر ہے ۔

خط

گلدستہ نور قمر ۔ حاصل ہو خوشیاں پیٹ بھر
 بے سود ہو یا بے اثر ۔ کچھ عرض کرنا ہے مگر
 بے التجا مظلوم کی ۔ فریاد ہے مصوم کی
 عزت بڑے سرکار کی ۔ بیلین چڑھیں پروار کی
 اقبال کی گنگا ہے ۔ کھیتی پھلی بھولی رہے
 دولت کی جھڑیاں رات دن ۔ خوشیوں کی گھڑیاں رات دن
 کچھ وہ بیان ہے کیا وقت تھا ۔ جب تم اور ہم تھے ایک جا
 بے یاد کیا بسر ارتھا ۔ شادی کا جب رقص دیا
 اللہ وہ باتیں کہاں ۔ وہ دن کہاں راتیں کہاں
 اب ہم یہ وہ وقت آگیا ۔ دشمن نہ دیکھے اے خدا

عزت پہ ذلت چھا گئی۔ راحت پہ آفت آگئی
 دل مر گیا جان گھل گئی۔ تم کیا گئے دنیا گئی
 زیور کے بدلے لیتیرے۔ کپڑوں کے بدلے پتھر
 پتھر سر ہالے دہر لے۔ فاقوں پہ فاقے کر لے
 دم خون کے سے پی لے۔ دہی کے کرتے سی لے
 بشل ہوں گین کھائی ہوں۔ پیچوں کی لائی آئی ہوں
 تاکیں رگوں لائے تھے۔ پونجیا پچ کر لائے تھے
 کچھ شرم رکھتے ہاتھ کی کچھ راج رکھے بات کی
 بے شرع کچھ شادی نہ تھی۔ کیا شکل دکھلا دی نہ تھی
 اچھی بڑی جیسی بھی تھی۔ کالی سیہ کیسی بھی تھی
 دم دم کے پھر ہیرے تھے کیوں۔ ابا کو سب گھیر لے کیا
 اس وقت تھے ہیرے جڑے ہیں آج کیا کیرے پڑے
 ایک زندگی برباد کر۔ ایک شاد دل ناشاد کر
 معصوم بچے چھوڑ کر۔ برسوں کا رشتہ توڑ کر
 ہے خاک گرجنت ملی۔ آفت ہے گر راحت ملی
 ہر شتی اور پارسا ایمان سے کہنا ذرا
 خدمت میں گر کا ہو کی۔ طاعت سے بھرا یا موچی
 سر پر گھٹا کالی بھنور۔ پنکھے جھلے ہیں رات بھر
 چلوں سے اٹھے ہاتھ جل۔ تیوری بہ پر آنا بل
 گویا پکا سایہ نہ تھا۔ پھر بھی جیسے اتنا تو تھا
 بہتا دی اب پاس اگر۔ پھر نی نہ ماری در بدر

دوسری محنتی وہ ڈالا - بھرتا محتاج سب گلا
 بننے کو جا کر تم نے دی - اد میں نے دیکھو ان کی
 احسان نہیں یہ سب مرض تھا - شکر خدا پورا ہوا
 سرتاج ہو مولا ہو تم مختار ہوا قافہ ہو تم
 بچوں کا بچپن تم سے ہے اسلم سہاگن تم سے ہے
 گوڈ لپٹی بیٹیاں رتی کی ہوں لاکھ بیٹیاں
 کرتے بیری منگے ہوں - مشہور جیری منگے ہوں
 فاقے میں ہوا کی بسر - رہنے کو تنگی جو دہ
 سر پر دوپٹا ہو پھٹا - لیکن یہ تصویر وفا
 مانا کہ اب محتاج ہیں لیکن بڑوں کی لاج ہیں
 گھل گھل کے دیدیں جان یہ - ہوں لاج پر قربان یہ
 کبتہ کی عزت ان سے ہے - دنیا عبارت من سے ہے
 ساتھی بنا کر چھوڑنا - دکھے ہوئے دل توڑنا
 گھونٹ کے وعدے بھولنا - الفت کی ٹھیکیں پسیرنا
 ہے کس کے مذہب میں ردا - کمزور کو مارا تو کیا
 بکواس تھی جو کچھ لکھا اب کیا پھر لگا گھر بھلا
 جس سے خزاں جانے کو تھی - جس میں بہار آنے کو تھی
 اس دل کی کیاری لٹ گئی - جو اس تھی وہ چہت گئی
 پھولا پھولا گلشن لٹا - اکرم صاحب کربل اوٹھا
 سلمہ سی مینا مر گئی - جینا اجیرن کر گئی
 اب دور وہ اور وہ نفس - الدیس باقی ہوں

لوری

یہاں تارے چمکتے ہیں ۔ ہوا یہاں ٹھنڈی ٹھنڈی ہے
 کیچڑ سے میں لپٹا لوں میرے لخت جب سوجا
 جگاؤ لگی بسلاؤ لگی ۔ کہلاؤں گی پلاؤ لگی
 میرا بچہ ہوا مہرگا ۔ میرے نذر نظر سوجا
 انگلیں تجھ میں پنہاں ہیں ۔ اسیریں تم نے مہم ہیں
 نہ روتا میرے بیرن کتے ہیں دو پہر سوجا
 میں صدمے اپنے بچکے میں قرباں لال کے اپنے
 بس اب میں تھک گئی ساجن تو تجھ سے خندہ کسوجا
 پھلے پھولے میرا لالہ ۔ دوطن لاؤں میں چند سی
 مچل اتانہ اب دوطھا ۔ میرے رشک فر سوجا
 ہزاری عمر ہو تیری ۔ تیرا ہر فیض عام ایسا
 کہ ہوں مراح دشمن دوست ۔ ہر فرد بشر سوجا
 نمونہ باپ کا ہو تو ۔ تو سچا ہو تو اچھا ہو
 میری گنتی کے کھیوا ۔ میرے سر پہ لے کلمہ سوجا
 تیری جوگن ہوں اچھے ہوں کہ یہ دنیا کے قانی ہے
 کٹھن ہے سانسے منہ دل نگر ہے پر خطر سوجا
 بہت سی سنیاں جھلیں ہزاروں دکھا ہٹائے ہیں
 بہت سے دن گزائے ہیں میں اب غصہ نہ کر سوجا
 کری قربان ہیں راتیں بستی میں جب یہ دو باتیں

رہیں یہ پھول سی لائیں ۔ میسا شیر بیر سوجا
 یہ رونا اور ہنسنا کچھ رہے گا یا دجھی بھائی
 یہ کیسی سکر بہت ہے جو آئی ہونٹ پر سوجا
 ضیفی کا گزارا تو ۔ بڑھاپے کا سہارا تو
 بہلائی کا نظارہ تو برائی کی سپر سوجا
 سہانا وقت ہے آئی صد اللہ اکبر کی
 وضو کرنے دے اب بھائی میرے نور نظر سوجا

بہن کا خط بہائی کے نام

یہ ایک بڑی بہن کا خط چھوٹے بھائی کے نام ہے جو اس کو مری بہن بہن کے بچوئی
 طرف متوجہ کرتی ہے ۔

اما کی جان نور نظر ابا کے سمدے کا سر
 کشتی کا ٹھکڑا خدا ۔ جیتا رہے بیرن قر
 گرباغ کا ملی ہے تو رائدوں کا بھی والی ہے تو
 گلشن کو دے پانی ہو صحر ۔ بچوں کا دل رکھ لے اوصحر
 آپا خدا بختے اہیں ۔ کس کس طرح بختہ کو بھبرا
 جھومر دیا ۔ جھالے دیے ۔ مانگا نہ ترکہ صحر
 اب یہ بھی ہے شان خدا ۔ معصوم بچے ان کے دو
 ماں باپ کا سایہ نہو ۔ ماریں پھریں وہ درخبر
 ہے آج دن یہ عید کا میرے بلائے آئے تھے
 میں کیا کہوں ہائے قر ۔ دل کٹ گیا ہے دیکھ کر

اں باپ کے یہ لاڈلے عبرت کی ایک تصویر تھے
 پاؤں میں جوتی تک نہ تھی کرتے لبیری سربیر
 میں کیا کروں مجبور ہوں ہائے پرانے بس میں ہوں
 ہے حیدر سہرا کا اور ساس نندونگا اثر
 میں ٹیکر دوارے آئی ہوں معصوم بچے لائی ہوں
 آپا کے بچے جان کر ۔ بچوں کا صدقہ دان کر
 حاکم ہے تو محکوم یہ آقا ہے تو مظلوم یہ
 ترک نہ دے درخت نہ دے ۔ یہ بھانجے میں رحم کر

دلہن کو نصیحت

یعنی

ایک سہیلی کا خط اس سہیلی کو جو ماموں کے ہاں
 بیاہی جاتی ہے

بچوں سے پیدری آمنہ میری دولاری آمنہ
 بچین کی کھیلی آمنہ میری سہیلی آمنہ
 سر پر کھڑی تھی جو گہڑی کھٹکا تھا جس کا آمنہ
 جس دن کا دھڑکا تھا اس کا آج اس کا سامنا
 ماموں کی الفت شکست ہے ۔ مانا ممانی نیک ہیں
 سسرال میں سے بھلی اور گھر بھی دونوں ایک ہیں

سنگی بھی ہیں ساتھی بھی ہیں بھوپتی ہیں ننگی بھی ہیں
 پردیس بہتر دیں سے تھا بھی ہے پانی بھی ہے
 ہے لاکھ خوشنامہ مندل لیکن ہے کڑی
 اس دل سے پوچھو درد یہ جس پر کہ ہوا کر بڑی
 پالا ہے ایسوں سے پڑا تسلیم سے جو دور ہیں
 تہذیب سے نا آشنا - نجات میں چلنا چاہیں
 طعنے بھی ہیں تحشے بھی ہیں - نذریں بھی ہیں سائیں بھی ہیں
 خاطر مدارا بھی ہیں چہتی ہوئی بھانسیں بھی ہیں
 ناز و نفسم کی پالیاں - جھومر جھلیاں والیاں
 جگ پیاریاں پی پیاریاں میں سبب دیکھی بھالیاں
 یتپ کے ہیں کنڈن بنی دکھ سہ کے راحت پائی ہے
 آفت سے راحت ہے ملی ذلت سے عزت پائی ہے
 اب اگلی باتیں بھول جا برسوں کے رشتے توڑے
 تپے کو باصر بھینکے اور غنہ بٹلی چھوڑے
 ہیں چند دن کی سختیاں تھوڑی سی مارا مارے
 ہے رام کرنا ایک کا بس بچھریہ بھڑا پار ہے

البتحائے قیصر

اس دروازے پر نظم کے واقعات اس طرح ہیں کہ جب قیصر کے شوہر بھڑے
 اور سرائیچ کر پہلی بیوی قیصر پر طرح طرح کے ظلم توڑے تو کسی
 دوسری بیوی قیصر کی سوکن نے سوکن بینی قیصر کے ایک بچہ کو زہر

دے کر ارڈالا پولس نے تفتیش کی احمد نے ثابت کیا کہ بچہ قیصر کا
 نہیں دوسری بیوی کا تھا اور نہ قیصر نے دیا جب قیصر اس جرم کی
 سزا بھگت رہی تھی اسکا ایک اور بچہ دنیا سے رخصت ہوا رہا ہو کر
 آئی تو حجت ردی تھی اسی حالت میں چھوٹا بچہ نفرت جب کو باپ نے
 بے خطا محض سوتیلی ماکی شکایت پر بار اٹھا کر گیا یہ بچہ بے گورکھن
 گھر میں پڑا ہے اور آج ہی احمد کے ہاں دوسری بیوی کے لڑکے
 اکرم کی چٹی ہے قیصر اسی حالت میں گرتی پڑتی احمد کے مد پر صدا
 دے رہی ہے کہ زچہ اور بچہ کا صدقہ نفرت کو اٹھوا دو شوہر کے
 پاس سے لوٹ کر مردہ بچہ کو لیتے ہی قیصر بھی ختم ہوئی۔

ہو خضر کی عمر احمد کو عطا ہشاش ہے دل شاد ہے
 اس چندر کی جوت از دھنن یہ تیسری سہا آباد رہے

بہ بہ بہ بہ

اکرم سے بڑوں کا نام چلے اس لال سے لاکھ بیس کہیں
 سنار میں دھوم اس لال کی ہو اقبال کے ہوں در پر دیر سے

بہ بہ بہ بہ

بگم سے بڑھیں بلیں تیری سکھ عین کی ہوں بروم گھڑیاں
 دن رات سماں یہ عیش کا ہو دولت کی پڑیں بچہ پر چھڑیاں

بہ بہ بہ بہ

کہڑے کی تیرے شید الونڈی قد مونکی تیرے بھوکے قیصر
 اب تیرے دوارے آئی ہو چکے جسم کی اس پر ہو دے نظر

بہ بہ بہ بہ

حقدار نہیں بھکیا رہی ہوں منتی ہے میری کچھ زور نہیں
بتتا کے میں دوا پنجر میرے کچھ جھوٹ نہیں غل شور نہیں

جینے دینا

شنگی بھی رہی فاقے بھی کئے سب درد سے بتتا بھگتی
چادر نہ ملی پنکھا نہ جڑا سب بیت گئے جاڑا گرمی

جینے دینا

فاقوں پر پڑیں فاقہ پیہم ایک دانہ صبح شام نہ ہو
عرفاں کے دانت سے دانت بچیں گھر بھر میں روٹی کا نام نہ ہو

جینے دینا

شربت کو ترستی اکرامی اس گود میں ماکی دم توڑے
صورت کو بھڑکتا عرفانی مایہ میں ہو دنیا چھوڑے

جینے دینا

ماباپ کی مجھ سے لاج گئی پردہ ٹوٹا وہ آن گئی
آئی نہ زبان پر اف لیکن بیچ کھ احمد قربان گئی

جینے دینا

سے ہاتھ بٹھارے پا کر تو نے آج تصدق اکرم کا
کچھ نیگ نہیں کچھ جوگ نہیں بس صدقہ اُترن بیگم کا

جینے دینا

ہو یاد اگر نصرت پیارا بید روی سے تھا جو مارا
بے گور و کفن ہے گھر میں پڑا کیا درد بھرا ہے نظارہ

جینے دینا

کیا کیا نہ ستم توڑے مینے کیا کیا نہ غضب اور تہر کیا
سادت کی لاج گنوا کے چلی ایک لال کو اپنے زہر دیا

بنی بنی بنی

دنیا میں نہ تھا حامی کوئی شاہد ہے پر ایک قدرت والا
اندھیا رے کا دیکھیں ہارادہ نینن والا عزت والا

بنی بنی بنی

دربار بڑا سرد کار بڑی بیس کی حمایت لے گا وہ
جن آنکھوں نے دیکھا حرفِ برف قیصر کی شہادت دے گا وہ

بنی بنی بنی

جائے دو چلوں پٹیک سہی اس صبح کی آخر شام تو ہے
قیصر کے کیلجے کا حکم کہنے کو تہا را نام تو ہے

بنی بنی بنی

ہے نام کی لاج ابھی باقی کھٹیری ہوں فقط اتنے کلن
عزت پہ لگے کا وجہ یہ گر اسکو ملا غیروں کا کفن

بنی بنی بنی

وہ خبان کی قسمیں لاکھوں ہی وہ قول و قرار امید و اثر
بچپن کی کتھا گز رہن میں ہو گھونگھٹ کے وعدے ہوں یادگار

بنی بنی بنی

ان سب کے حوالے دیتی ہوں تو اتنی بتا سن لے میری
اکھڑا دے میرا بچہ احمد! لونڈی تیری چیری تیری

بنی بنی بنی

لوٹڈی کا تیسری پچ نصرت معصوم کا مردہ ہے احمد!
بیدروں سے پٹا ہاتھوں سے کٹا منطیوم کا مردہ ہے احمد!

قیصر کی مدد ابریکار رہی اچھا! رخصت حافظِ خدرا
کہلاتی تھی بیوٹی جیسی بھی تھی کہ معاف میری اب ساری خطا

تو دو لڑوں جہاں میں نشا ور ہے جاتی ہوں میں اب دل صا کیا
جو ترے کیا وہ خوب کیا آباد ہے سب معاف کیا

ایک جلوہ فانی تھا احمد بہتر نہ رہی بدتر نہ رہی
وہ دن نہ رہے راتیں نہ ہیں بچے نہ رہے قیصر نہ رہی

صدائے راشد

میں شریعہ کا معنی نہیں ہوں۔ یہ میرے خیالات اتفاق سے اس نظم کی
شکل میں تو محل گئے ہیں۔ کوئی صاحب مہربانی فرما کر ہمیں شاعری کی
کیونٹی پردہ پر لکھیں۔

برسات کی یہ رات اور پچھلا پہر سر پر گھنٹا
جسے کس قیامت کا اندھیرا ہر طرف چھایا ہوا
ٹھنڈی ہوا برسات کی۔ اور سائیں سائیں رات کی
قانون قدرت کا ہے مہر سبستی پہ جادو چل رہا |

اس عالم سنان میں جھونکے ہوئے کان میں۔

انگائی میں والان میں لاتے ہیں یہ کیسی صدا
 ڈوبی ہوئی ہے در میں لگتی ہو دل پر چٹ سی
 ہر لفظ دل کے پار ہے چھبت ہوا گھوتا ہوا
 ہو در و کاگر کچھ اثر - راحت بھی دے فرصت اگر
 سن لو ذرا تو کان دھر کیا بات ہے کیا ماجرا
 سہل کش نہیں کہرام ہے - نغمہ نہیں پیغام ہے
 دھوکا نہیں اسلام ہے از ابتداء انتہا
 قرآن کے الفاظ میں - حکم بنی کے راز میں
 رات کی اس آواز میں ، دیکھو لو کیا کیا ہے چپا
 دنیا کی سیریں اس میں ، دریا کی لہریں ہیں
 عجبی کی نہریں اس میں ہیں جہنم تامل ہو ذرا
 میں یہ وہ تل بے بہا جن سے قریب نہ کریں
 وہ پھول ہیں اسلام کے جگمگانے میں
 شرم و حیا کی دیویوں ! مہر و وفا کی پتیلیوں
 لئے معدن صدق و صفائوشیروں کی حد انتہا
 زندگیوں کی راحت تم سے ہے مردوں کی عزت تم پر
 بچوں کی کہ پیست تم سے ہے جن کو جو ان تم نے لیا
 بیکس کو طاقت تم نے دی مفلس کو دولت تم نے دی
 لاریب ہستی میں تمہاری روزِ جنت سے چپا
 غمخواریاں تسلیم کی ، اولاد میں معلوم کی ما
 جن کا کوئی حامی نہ تھا - ان کی ہوئیں تم آسرا

غسیت میں صابر تم رہیں آفت میں شاکر تم ہیں
 پاؤں میں جوتی ہو نہ ہو، سہرہ روپٹا ہو پٹا
 صدہوں کے پاؤں پر سیل کر۔ رنجوں کی کڑیاں جھیل کر
 ہر حال میں رضی رہیں۔ آیا نہ لب پر پچھہ لگا
 شوہر کی طاعت تم سنے کی بچوں کی خدمت تم نے کی
 عصمت کی وقعت تم نے کی، پردہ سر آنکھوں پر لکھا
 کھنڈلوں کو جنت جان کر، کوڑوں کو رحمت مان کر
 اسلام کے احکام کو لاریب پورا کر دیا
 الحق کو اب اسلام کی باقی حنیت تم سے ہو !
 لاریب و صدقہ فنا کر اب دنیا کی ریت تم سے ہو !
 بشیر مسلم بیوی ! آنکھیں ذرا ادبھی کر د !
 مغرب سے دیکھو جھوم کر اٹھی ہے یہ کیسی گھٹا
 جنگل میں منگل کر دیا، سہرے میں جل تھل کر دیے
 انگلیاں کرتی ہوئی بھرتی ہے فرٹے ہوا
 کتنے موٹر ہے سہاں، کیا سہاں ناوقت سے
 زردوں کو مالا مال کر مردوں کو زندہ کر دیا
 جہت کی لذت اس میں ہی رنگ حکومت اس میں ہے
 لطف و مسرت اس میں ہے۔ ہو اہیں جینے کھڑا
 پھینک دو پرائے لیٹرٹ، چھوڑ دلیبری چیتھرت
 گاؤں بھی سہراں بوت بھی ہے وقت کا یہ قطعنا
 بچوں کو گھر میں چھوڑ کر۔ شوہر کی دوسری توڑ کر

کھیلوں میں جاؤ دوڑ کر یہ وقت ہے کچھ کام کا
 دھوکے کی مٹی ہاتھ میں، مذہب کے نعرے ساتھ

لفظ شرع ہر بات میں پیر ہے بس اسلام کا
 اجلاس کے دورے اور تھے، نبی النساء کا وقت تھا
 چلے میں اب برستے رکھو، پر وہ کو دو لو کا لگا

وہ دور اول اور تھا، اب رنگ دنیا اور ہے

وہ صحبتیں برہم ہوئیں، اب یہ تماشا اور ہے

نوجوہروں سے خوب جب ہو جاؤ مالا مال تم
 شہرت سے تاج زندگی جس وقت اٹھے جلکے گا

بلد مہینے میں دن، بیمار جب رہنے لگو

اور زندگی اس پر رہے پہلے دو ایچھے غذا
 جب گھٹے گھٹے رات دن جی گھر میں گھبرنے لگے

اور عورت غاموش قلب منہمک کامے پتا

شوہر کی طاعت عذر ہو، بچوں کی طاعت خار ہو

نجات گئے گا ہر سو، ہمارے ہمدم آئینہ

سر پہ جیسے جان ہو، تھارو سے کسر شان ہو

مر خوب شاہ دوسرا مرد و دوسرا رنگ حنا

منشی، نواز، اور ریل جس وقت بچھو ظلم ہے

دقی ضرورت کا سبب جب ہو خدائی فیصلہ

ہر دم آریسے وقت جب تصریح و تشریح اس طرح

ہے دیکھ لینا مرد کو عورت کا ایک نعل دو

مہر و وفا کی جہانیاں شرم و جاکھوٹے لگیں
 ادھ پیپیاں ستونیتیاں، بکھونیتیاں ہوئے لگیں
 زندہ رہیں اسوقت جو فساد باقی قوم کے
 چھوٹا سا یہ پیغام ہے، اللہ پہنچا دیں ذرا
 مہر و وفا کی جائیداد صدق و صفا کی مایہ
 اسے مر جا حد آفریں، مسلم خواہ تین جتن
 مردوں کی عزت کھو کھو، شرموں کے دیدے و صوٹھلا
 جو کچھ بھرم تھ قوم کا، اب وہ بھی جنت، آروا
 دولت کبھی کی تھی کئی۔ جنت بھی دہی دہی
 پردہ کے دم سے کچھ بھرم باقی رہا تھا تو م کا
 موچھوں کے کرے سیج و خم، بھرتے تھے چھیلانکے ہم
 گھر میں روٹتا ہے بھینسا، اس کا پتہ چلنا نہ تھا
 دور حکومت مٹا، وہ زور طاقت گھٹا
 اس دولت و اتلاسل میں جو کچھ رہا اب وہ بچھا
 راجوں کی جاں نوز نظر، شاہوں کے دل نوز بصر
 دوچار آئے آئے، محنت شغیت کر آ
 صبر و رضا کے پاؤں سے شکر خدا کرتی ہوئی
 تم دروگر آگے بڑھیں، چوٹا تو اسیدھا کیا
 جاڑے میں اٹھتی ہے گرمی میں نکلے جل جلا
 شوہر کو اور بچوں کو جب تم نے دیا کھانا کھلا
 اس وقت ہمیں آپ تم، سب ان کو دیکھنا تو کم

کھائی پتلی پلو بچھ کر اسطرح پیٹ، اپنا بھرا
 اب جس کو کہتے ہو بڑا ادا اسطرح سے بر ملا
 قانون قدرت تھا وہی وہ تھا خدائی فیصلہ
 گرمی کے تحت ایام میں، ہر کھانگی صبح شام میں
 چوٹے سے فارغ ہو گئے تم، اتھتی تھتیں جب روٹی کا
 مینہ پکے چتھڑے، گیلے پلینے میں بھرے
 تھا ایک بچہ گود میں، کندھے سے ایک چٹا ہوا
 دیکھا جمنوں نے یہ سماں، کو آج وہ تہز میں ہیں
 لیکن ابھی یہ آسماں، شاید سروں پر ہے ٹھہرا
 بھولوں کی نگہت تم میں تھی، فطرت کی رنگت تم میں تھی
 اور تھے فرشتے جھوم کر کہتے مسدس، مہر جا
 وہ دور آخر ہرجکا، جو ہر وہ ملیا میٹ ہوئے
 لیکن نہیں تقسیم سے، اسکو ہے مطلق واسطہ
 تعلیم، حکم، نام ہے اسلام میں کچھ شک نہیں
 لارب اس میں امتیاز ہرگز نہیں ہے مردہ
 لیکن یہ لغزش ہو گئی، بے شک ہوئی بیشک ہوئی
 تعلیم نسواں میں مسلمانوں کے مذہب سے دیا
 اب یہ نتیجہ پر خطر جو کچھ کہ ہے پیش نظر
 انجام اس غفلت کا ہے لیکن ابھی ہو ابتدا
 اسلام دین اللہ ہے، آؤ جھکا دو آنے سر
 آتا ہے ورنہ وقت وہ روگے سر پہ مانتا دھر

مظلوم حسینہ روضہ قدس

دیارِ شرب میں شامِ غربت سرِ حسینہ پر آہی تھی
 زمیں پہ ہلکا سا تھا ترسِ فلک پہ بدلی سی چاہی تھی
 ہوا کے چھوٹوں سے کپ کپاتی قدم بڑھاتے صلی بسین
 کہ پو پچوں منزل پہ جلد جا کر دس سواری کے اپنے دشمن
 کئے تھے کاتھوں لے پاؤں زخمی بھٹی ہوئی سر پہ کپ تھی
 مگر حالِ نبی کے شدید خیالِ محبوب میں فنا تھی
 نہ دکھ کی پروا نہ سکھ کی خواہش نہ فکر سر تھا نہ ہوشِ جان تھا
 لگی تھی دل میں لگن لگی کی زبانِ پیامِ شہِ ماں تھا
 پڑے تھے صدے کچھ اس غضب کے گزند کی تھی ہاں
 دئے تھے دنیا نے دھوکے پاں تاک کہ دورست بھی ہوئے دشمن
 محبتِ الفت کو طاق میں رکھ ہو اٹھا بیزار باپ ایسا
 کربات کرنے میں مارا اتنی نگاہ کرنا قسم ہو اٹھا
 پھر سپہِ سوتیلی ماں کے چل کر نت نئے ظلم توڑتی وہ
 گلاس توڑا صراحی ہوڑی یہ باتیں سب ملی سے جوڑتی وہ
 کبھی تھی تہمت کبھی تھی چہرہ کبھی تھا ازام سرِ مخنی کا
 فریب تھا اگر بخسار ہوتا بابت نہ سردِ اغشی کا
 نہ چینِ جان کرنے سکھ ہن کو نہ دل کو شہِ شکر نہ نہہ کو
 نہ پاؤں جوئی نہ سرد پتہ نہ تھے مہندی نہ تن کو کپڑا

رہی کو جالوں میں وہ پھرتی ہو کو گری میں ترستی
 یہ میم ناسے خلک پہ جاتے رہیر دل سے گھٹیرستی
 عذاب ڈھاتی وہ بیرن اماگر سنگ نہ پوچست کچھ
 پڑے تھے آنکھوں پر ایسے پردے کہ سنگ کی کوئی نہ چتا کچھ
 ان ہی جہیوں میں پٹ پٹا کر غریب بھی ہوئی سیانی
 ہوا لڑکپن جو دل سے رخصت بھری نگاہوں میں آجوانی
 مگر مصائب نے رت نہ بدلی نہ لی پریشانیوں کے روٹ
 مظالم جانگزا کا تو سن اس طرح اڑ رہا تھا سر پٹ
 نکاح کا مرحلہ تھا ظاہر مجاز اس کی وہی تعالیٰ
 غضب غضب پر یہ اور ڈٹا جوانی آفت یہ اور لائی
 چچا کا لہ کا پڑھانہ لکھا گنوں میں شیطان سے بھی ٹھکر
 اسی سے ظالم نے بات ٹھہرا دوع کی تاریخ کی مقرر
 کرم کا اپنے یہ فیصلہ سن ہوئی کچھ حالت عجب طاری
 خدا کو ڈھونڈھا فلک کو دیکھا اور ہاں ملے کچھ ماری
 بدن میں بیک سنی سی آئی پچھاڑ کھا گری زمین پر
 عجب مگر تھا وہ باپ ظالم ہوا انٹر کچھ نہ جس لعین پر
 دفن کی دیری رضا کی تیلی جیا کے معنی بتا رہی تھی
 زبان خاموش ضبط مل کا عجیب منظر دکھا رہی تھی
 نہ سر پہ بھائی دما کا سایہ نہ کوئی سنگی نہ کوئی ساتھی
 پٹا کی دینے سے دین چلی پیادیں چپ چپ تھی
 رزق مندین ذلیل شو ہر نتیجہ بر کا تھا صاف روشن

پڑی تھی زخموں کی باڑی میں کچے ہاں خیم کی تھی سون
 غضب کا غصہ ستم کی خفگی بلا کے جھگڑے تہہ کی باتیں
 ادھر سے تھپڑ اُدھر سے گھوناب کبھی تھی ہڈی کبھی تھیں لٹیں
 وہل تھی زندگی بس کہ موت کی آرزو میں مرنے
 نمازیں پڑھ پڑھ کے گود بچیلادہ موت کی باب دعائیں کرتی
 حلاق کیسی ضلع کہاں کا نہ جب ہو وارث ہی کوئی سر پر
 تھا ایک لے لے کے باپ بیشک سودہ تہا تو سونوں پد تر
 ہوسعائب میں اور اضافہ اودھر تو ایک لودہ موت لے
 اودھر سے جو اس تھی وہ لٹنی کہ باپ غلام کو تہا لے
 اذہیرے منہ کوڑا تے جاڑے غریب چلے میں خاکے مرنے
 کہل کا شکوہ لگو کہ صحر کہ وہ ٹہل کرتی اور اف نہ کرتی
 دہن کی لونڈی میاں کی ماما وقر نہ تہا کچھ اور نہ تھی کچھ
 کچھ ایسی تھی بد نصیب بستی کہ آہ تک میں اڑ نہ تہا کچھ
 خدا کا کرنا ہوا یہ ایک دن کہ کی لڑی لے ایک دعوت
 لگ رہ دعوت نہیں تھی دعوت حقیقتا تھی کسی کی موت
 پکانے والا تھا کون بیٹھا وہی حسینہ غریب لونڈی
 وہی تھی ماما وہی تھی حیرتی وہی ذلیل اور وہی کونڈی
 فجر کی اٹھی کھٹک میں مرنے پکا پکو کر جو کھانا لائی
 نمک کی کثرت ٹاٹروں میں ایک آفت تانہ لائی
 سالی باتیں فضیحتیں کہیں بٹھا کے سب منہ پر لمبے برتن
 کھڑی تھی خاموش غلغلہ میں دہی نہ پائے رقتن جمان

نشہ میں یہ ہوشِ شب کو شوہر گھسا تو آگے بڑھی زوی
 لگائیں ایک ایک کی چار اس سے کہا کہ بھوک لگی سیلی
 رہی نہ ظالم کو تاب سکڑ وہیں پکارا وہیں بلایا
 اودھٹا کے مارا ہٹا کے مارا غریب کو خون میں لٹایا
 لگائی کٹھنی طلاق دیکر کیا اسی دم نکال باہر
 غریب بکسِ سیم تنہا پڑی ہوئی تھی غصہ سرک پر
 ڈراؤنی رات سر پہ آدھی آٹا بونٹا خونِ تین سب
 صدایہ دی دل سے لئے حسینہ لٹری ہو یہ بھی پہنچ تو شرب
 وہ سبز گنبد میں سونے والا اعلیٰ پہ امت کے لئے والا
 وہی ہے مولا وہی ہے آقا وہی ہے شوہر وہی دو



بلا کی جلی چمک رہی تھی غضب کا بانی برس رہا تھا
 کہ روضہ پاک کی زمین پر قدم حسینہ نے لگے رکھا
 مزارِ قدس کو بوسہ دیکر گری یہ کہتی ہوئی حسینہ
 کہے شہنشاہِ دینِ دنیا فدا میں لے والی مدینہ
 کرم کی مجھ پر نگاہ مولا بری کٹی زندگی سے میری
 گنبد کی گتھری ہے سر پہ بہاری اگر ہے کچھ تو تیری
 ہی طرح روئی فیضانِ زمیں پہ منہ رکھے سو گئی وہ
 تھی ایسی محوِ یقین - بروگن کہ دور دنیا سے ہوئی وہ
 وہ تو کیسی کیا ہے ایک فرشتہ کھڑا سر ہانے پہ کھڑا
 کہ مر جاؤ فرین حسینہ یہ خون جو زخموں سے بہ رہا ہے

ہلاو کے اس نے عرش و کرسی ملائک اکھٹے ملے ہیں
 یہ خون نہیں نیکیوں کے چستے بدن سے تیرا اہل ہے میں
 تم ہی سے روشن ہے بزمِ احمہ رکھی محمد کی لاج تہنہ
 مٹا کے دنیا میں اپنی ہستی کیا خدائی میں ساج تہنہ

سرخاب کا دم واپس

(۱)

<p>نشین بٹھا جھوٹا سرخاب نزو مادہ دونوں وہاں بہتے تھے یہ کیسا مسرت کی ایک کان تھی تو قربان سوجان سے اس پر ز کہ مولن تھے آپس میں غمخوار تھے یہ جوڑا تھا اندھوں پہ بیٹھا ہوا کہ بے فکر و خود سہم تھے شاد تھے رہتا تھا مینہ ریت اور خاک کا تو پانی بھی دیدے بدلے لگا کہ کچھ تھی خشکی تھی ریت تھا مہربانی رہا اور نہ کچھ ٹھہری بہی کھٹاں جل گئیں لہلہا گرا کے فاتے پر ندوں پہ تھے</p>	<p>بختِ ربرہم پتھر پر ایک جا گذرے بہت دور ان کے خوشی اس نشین پہ قربان تھی پرستش میں تھی نر کے مادہ اگر نشہ میں محبت کے سرشار تھے مسرت کی نوحہ میں اٹھتا ہوا امیدوں سے دل انکے آباد تھے یہ موسم تھا جھٹھ اور بیاکھ کا وہ لوگوں کا جھکڑ جو چلنے لگا کنارے پہ دریا کے یہ حال تھا ترقی میں گرمی برابر رہی ربرہم پتھر جیل سا میدان بنا کہن کچھ عجب دن درندوں پہ تھے</p>
---	--

مگر چھلیاں باہر آئیں نکل
فقط زندگی ایک بہانہ رہا
تو مادہ نے رو کر یہ نرے کہا
مناسب ہو آقا تو چلے کہیں
کسی طرح سے پیٹ آخر بھریں

کنارے پہ گھونگے نہ دریا میں جل
نہ پانی رہا اور نہ دانہ رہا
جب آنکھوں میں دونوں کا دم گیا
کبھی ایسی ایذا اٹھائی نہیں
چلیں دانہ دنکا چلیں اور بھریں

(۳)

پروں پہ رکھا اس کے منہ اور کہا
یہ نازک کمر اور رنگین پر
نشین کی ملکہ ہے بیگم ہے تو
میرے جسم کی دل کی اور جان کی
کروں اب میں انکار ہستی ہے کیا
کہ معصوم بچوں کا بھی ساتھ ہے
کریں گے بھلا کیونکہ طے یہ سفر
کہ یاتے ہیں، پیاری، سیاتے نہیں
کہ دشمن ہیں چاروں طرف تاک میں
حوالہ کیا آج ان کو تیرے
کرم پہ خدا کے رکھ اپنی نظر
تو بہتر ہے میں چوڑیاں پن لوں
ملا وہ تو بیڑا ابھی پار سے
جدہر منہ اٹھا بس اُدھر میں چلا
خدا تیرا حافظ، نگہبان ہے

سنا جب یہ نرے تو آگے بڑھا
رسیلی یہ آنکھیں چمکد امر
زمر دے، پکھراج و نسیم ہے تو
ہے مالک میرے دین و ایمان کی
غلامی کا اقتدار جب کر چکا
مگر جنگو کہنی بس ایک بات ہے
یہ ننھی سی جان اور چوٹے سے پر
یہاں چھوڑیں ایسے دیوانے نہیں
ملا انکو دیں کیونکہ ہم خاک میں
کلیجہ کے ٹکڑے ہیں دونوں میرے
لگان کو سینہ سے اور شکر کر
سجے گھر سے باہر کروں خود وہیں
بڑا دھان کا گھیت اس پار ہے
وگرنہ یہ ملک ہے خدا کا بڑا
اجازت ہے اب دل پر نشان ہے

(۳۳)

قدم پر گری اور رونے لگی
میرا اس سے مطلب یہ ہو کہ نہ تھا
جو ممکن تھا اصرار کرتی رہی
تو کہنے لگی اس سے باجشم نہ
میرا معاف کرنا کہا اور سنا

یہ مادہ نے تقریر جس دم سنی
کہا "اس کا شاہد ہے میرا خدا
وہ اکٹھا اکٹھا کے قدموں پر گرتی رہی
نہ راضی ہو جب کسی طرح نہ
کینز ہوں، نہ آقا مجھے بھولنا

(۳۴)

اڑا وہاں سے افسردہ و مصل
چلا چل چلا چل ہو پار وہ
مقدور نے پر یہاں بھی دھوکا دیا
جسے وہاں جانا، وہ میدان تھا
تو مجبور لاچار آگے بڑھا
گرا تو ل کر پر، کہے کر اسے
بچا دانہ بیٹھا تھا وہ خاک میں
مقدور کیا جال میں ڈال کر
کردت کے بعد ایسا آيا شکار
کہ گھر بیٹھے دولت خانیہ یردی

گلے سے لگا اس کو بچوں مل
لئے ساتھ حسرت کو ارمان کو
لگا تاک سیدھا وہ بکٹ اڑا
جسے کھیت سمجھا بیابان تھا
لگاجب نہ خوراک کا یہاں پتہ
نظر ایک جا آئے چا دل پڑے
مگر وہاں شکاری تھا اک تاک میں
لیا کھنچ بل، اور دئے لوتج پر
لگا کرنے لگا گاہک کا بچہ نظار
نصیبہ نے عرصہ میں کی یادی

(۵)

نہ مادہ کا بڑھنے لگا غمطراب
کہ ادھی پہاڑوں سے کالی لکھا
یہ سینہ میں دل کہیں دھڑکنے لگا

گیا دن گذر جب چپا آفتاب
غضب پہ غضب ایک ادھیہ ہوا
لگی کہنے مسوا سچ کیا ہوا

میں اب کس سے پوچھوں میری کہاں
یقیناً یہ کالا ہے کچھ وال میں
یہ بھلی یہ بادل ، ہوا کا یہ شور
سوامی نگہبان تیرا خدا

(۶)

مگر مضطرب اور حیران سی
تو گردن گواندے سے باہر نکال
کہ اڑنے کو شاید کوئی رہے
دھتھا ہاتھ کو ہاتھ تک سوجھتا
دل جانے دل جس سے ایسی جک
سوامی کے دشمن کی ایک موک تھی
نشین میں بیٹھی ہے خاموش کیا
یہ دنیا کے جھگڑ چلے جائینگے
کمل مصیبت ہو یا بیش دم
جو آفت بھی آئے تو نعمت ہے یہ
تو پھر زندگی کا رہا کیا مزا
اگر موت آئے ، تو ہے زندگی
کہا ان سے اتنا کہ وہ حافظ خدا

(۷)

اور ابرسیاہ سر پر چھایا ہوا
کشا پد نشان پاسے محبوب کا

کردن کیا ، کدھر جاؤں ، دیکھوں کہاں
مرا کیا کہ زندہ پھنسا جال میں
یہ دھوئیں پانی ، کوک کا یہ زہر
یہ پڑے مگواوے بھی تھے آج کیا

بدروں میں لئے دونوں بچو کو تھی
یکایک جو کچھ جی میں آیا خیال
لگی دیکھنے ہر طرف غور سے
غضب کا اندھیرا اٹھا چایا ہوا
قیامت کا پانی ، غضب کی کوک
نہ کچھ نیند تھی اور نہ کچھ بھوک تھی
یکایک یہ وی دل نے اسکو خدا
اندھیرا بجائے ہوئے جائینگے
محبت کی منزل میں ہر ہر قدم
حقیقت تو یہ ہے کہ راحت ہے یہ
اگر بل بھی ہنس کا بیک ہوا
ادیت بھی اس راہ میں بکھلی
یہ کہہ منہ پہ بچوں کو ہوسہ دیا

فنسک میں جو نکلی تو گھپ گھپ تھتا
بھٹکتی بھری ہر طرف باد ف

گئی رات اتنے میں آدھی گزر
 ہوئی تھک کے چور اور کہنے لگی
 برہ کی ستائی ہو لالا چارہوں
 ملا دے کوئی مجھ سے یتیم میر
 کیکچہ میں تھی کھلبلی سی چچی
 بچھوڑوں میں مخلوق سوئی ہوئی
 پرند آشیانوں میں دیکھے تھے
 عرض ہر طرف عالم خواب تھا
 گھڑی وہ کہ سناریا ہوش ہو
 یشیم سے گونجی بیکایک صدا
 کہیں میرا محبوب دیکھا ہو
 ہوائے نہ کی ختم تھی یہ صدا
 خردار ہٹیاریے نازنین
 معتد کا مارا گرفتار ہیں
 گر تجھ سے غافل نہیں ایکدم
 میں گو دور تجھ سے پڑا ہوں یہاں
 کیا ہے مقدر نے سامان اور
 بچے تیرے بچوں کو دنیا نصیب
 صبح ذبح ہوں گا یہ طے ہو چکا
 یہ اونچا سا ہے سانسے جو مکان
 کہ اپنا جی مت، میں قربان ہوا

یہاں تک کہ آ پہنچا پہلا پہلو
 ۴۰ یا علی یا علی یا علی
 بڑی قید غم میں گرفتار ہوں
 بھلا اسکا ہوسے بھلا مو بھلا
 اور ایک آگ اندھ تھی سلکی ہوئی
 کوئی مطمئن کوئی روئی ہوئی
 وہ سوکھے ہوئے یا کہ بھگئے تھے
 اور ایک فنید کا جال بچھا ہوا
 سماں وہ کہ جو شے ہی خاتوش ہے
 کلب سونے والو بتاؤ ذرا
 تو لکھ دو میرے اس کی خبر
 کہ نالہ بلند ایک گھر سے ہوا
 نہ بچس جائیو جال میں تو کہیں
 میں مجبور و معذور ولا چارہوں
 کروں کیا کر لوٹا ہے مجھ پرستم
 مگر تن یہاں ہے تو ہے تجھ میں جان
 گھٹی دو گھڑی کا ہوں بہانہ اور
 بحق رسول طفیل حبیب
 تو حضرت ہر پیاری ہوا جو ہوا
 کسی کی ہے دعوت، صبح کل دہاں
 تو زندہ رہے، تیرا صدقہ گیا

(۸)

ہوئی ختم فریاد نرکی ادھر
خوشی سے خریدار ہنستا ہوا
نکالی چہری اس نے ایک آب دار
پکڑا اس کی گردن کو مٹھی میں لے
صدراکان میں آئی آؤ خوش سیر
تجھے قتل یوں جس کام غوب ہو
میں نبل ہوں ظالم دعا میری لے
یہ مجبور ہے اور تو با اختیار
کرم کر، کرے جسم تجھے پر کریم
سنجھے اپنی اولاد کا واسطہ
نظر کی جو اد پر خریدار نے
بلکتی ہوئی اور پھڑکتی ہوئی
دیا ساری دنیا کا گود واسطہ
نہ تاخیر بالکل ہی ذبح میں کی
تلی ادھر خون کی جیب بھی
میں قربان اس خون کے مدد
لے بھائی انسان لے رحم کر
سجھتا رہے خوش خوش سکویا
نگی کہے مادہ دم داپسین
نہ ہول پر مطلق تمہارے اثر

نمودار ادھر سے ہوئی وہاں سحر
پکڑ ذبح کرنے اسے لے چلا
غضب اسکا پلڑا ستم الکی دہار
کیا قصد جو ہی کہ ذبح کرے
خدا کا تجھے واسطہ جسم کر
اے سنگدل میرا محبوب ہے
بچا بیوگی کے بچے داغ سے
جدا اسکی سے، جھک پر در و گار
نہ کر دو لون بچوں کو میرے یتیم
چھڑی کی نہ تو وصار ہم کو دکھا
تو دیکھا کہ مادہ کی فریاد ہے
نگلتی ہے چکر تڑپتی ہوئی
مظالم کو آیا جسم پر ذرا
بہنا اور ہنک چھڑی پھیر دی
تو ملدہ یہ کہتی ہوئی گر پڑی
نظر اس کے جو مجھ پر قربان ہوا
خدا کے لئے اب مجھے ذبح کر
لینا اور لے کر ذبح کر دیا
کے مرد بچوں نہیں آفریں
بلا سے ہو برباد عورت اگر

میری طرح لاکھوں بہن مائیاں مٹین اور نہ تیوری پہ بل لائیاں
کہاں تک یہ نفاست کب تلک ڈر و رنگ لایگا ایک دن فلک
ہمار چین سب یہ جانے کو ہے
خدا ان اس میں ایک روز آئی کو ہے

مسلمانوں سے

تربیت گاہ بات کی سواری کے واسطے امدادی جلسہ
میں پڑھنے کے لئے

ہمارا منہ کہاں ہو کو میرا ہی ساعت ہو عزیزوں کا یہ مجمع ہو بزرگوں کی صحبت ہو
ابائے ہو تو سنو داستاں کچھ درموندگی تکرر ہو مسرت ہو خوشی ہو پاکِ رحمت ہو
یہ جگ جتی نہیں ہر داستاں اپنی ہی جتی ہو بزرگوں درگزر کرنا اگر شک و شکایت ہو
تم ہی سے گز رہیں ہم تو یہ دھڑکائیں تم ہی کھینچو ہوشی کے تم ہی مذہب کی ایت ہو
تم ہی سے نام ہو صل علی زندہ محمد کا تم ہی اسلام کے حال تم ہی اسکی عبات ہو
تم ہی سے مسجدیں آباد جاری خانقاہیں ہیں تم ہی میں غنچہ اسلام کی وجہ مسرت ہو
تم ہی سے علم دین روشن تم ہی سے جاری خائے کھئے نہیں اسلام کے تم ابر حست ہو
اب اس کے بعد کہنا ہو کچھ وہ مطلب ہو کریں کچھ عرض خدمت میں اگر ہوا جا ہو

ہمیں معلوم ہوا الحق مبرا کیا کریں لیکن زبان و کیں کہاں تاک جبکہ انہما حقیت ہو
نجات کے مدارج جہد میں ختم لڑکوں پر تواضع ہو کہ خاطر ہو مدارات ہو کہ دعویٰ ہو
زکوٰۃ و صدقہ و خیرات جو کچھ ہو وہ ہر دو کو نہ اسکی سختی لڑکی نہ دعویٰ اور عورت ہو

محبت ہوں تو لڑکے ہوں قاری ہوں گے ہوں
یہی چند سال میں بھی تہا عورت کیا پڑا
چلو ایک بات بتلاؤ۔ حدیث کی کیسے پائے گی
زبان پاک سے کس کی صدا گو بخی دنیا میں
ہو چو وہ صدی پیچھے دروہر سلام بہر
اوہ میں لوگ میں دہن میں شاوین میں اہم کو
مسائل میں جو لایخل کسے اب کون اکو حل
خدا کی شان پر مردوں کی عقلیں جو جاساکت
کہو بیچ غلط! صدیق کی بیٹی وہ حدیقہ
خدا اسکا رسول اسکا حدیث اسکی قرآن اسکا
خدا کی شان ہمارا کلم کو اب تم گنت سہو
ہاری گود سے کافر نہ لوگے تو بچہ کیا لوگے
کوئی دنیا میں الہی قوم زندہ ہو تو بتلاؤ
براست ماننا چمن یہ میں دنیا میں مٹنے کے
یہ ہی رفتار ہی تعلیم تنواں کی تو کچھ رکھو
وہ بچے ہو گئے پیدا جو خدا سے دور ہیں گے
خدا را اعفوا کو دنیا یہ شکوہ گر گراں گذرے
یہ سب تہید مکتی اب اس کے بعد ایک تہا ہی ہے

ہیں تازہ کی مطلق نہ اسکی کچھ نصرت ہو
جواب ایمان سے دنیا اگر دلیں صدقت ہو
مسلا لوں کی اما عائشہ سے جو روایت ہو
حصول علم شیک فرض ہو مرد ہو عورت ہو
مقدس جس کی ذات پاک پر ختم نبوت ہو
اوہ کھیل میں ہو انا سمعہ حضرت کی رحلت ہو
عمر خاموش ساکت ہوں ظافرت محو حیرت ہو
وہاں پھر کو پائی کر نیوالی ایک عورت ہو
مسلا تو مکی مامروں پر بھی جکی فضیلت ہو
کلام پاک جسکی پاکبازی پر شہادت ہو
بلا سے قوم ہو بر باد نہکت ہو کہ ذلت ہو
ہم ہی کو نام سے اسلام کے جوہر دشت ہو
جسے تعلیم سے تنواں کے اس درجہ نفرت ہو
میسر آج خواہ کتنی ہی دولت ہو کثرت ہو
مٹول لاکھ ہو موجود کیسی ہی امارت ہو
جنہیں اسلام نفرت جنہیں کفر دشت ہو
ہنس اسلام کا شیوہ کر دلیں کچھ گد ہو
جو رو کر دو تو مالک ہو قبول ہو کر غنا ہو

ساری ہی نیکو اس لو اگر دم بہر کی نصرت ہو
بلا دینے کچھ دلیں گے کچھ ہی حرمت ہو

تصدیق اپنے بچوں کا ادھر ہی کچھ نظر آو
جگر کے پار ہو گئے اب وہ نالے لب پر آتے ہیں

تمہیں دنیا کی خوشیاں مشیرِ حبیب مبارک ہیں
 تمہاری ٹھکیں آساں تمہاری خوشیں پوری
 مگر ازراہِ شفقت ایک بات ہلکوی تبادلو
 شریکِ کلمہ توحید ہو محسن ہو بھائی ہو
 مسلمان لو کیاں بغیر میں تعلیم کو جائیں
 ملیں کھائے کو چھل تو رست اٹھئے رست روزانہ
 کبھی بنام میں چا تو کبھی صند و چیاں رنگیں
 یہ سب کچھ کس کئے اس واسطے اور اس لئے بیجا
 گزرتی ہے جو کچھ اسلام پر عظمت لگند
 وہ دردِ دنیا گھر منظر ہے کہ کرے دل کے ارجائیں
 قصاصِ صبح میں جہدم مؤذن کی اذان گونجے
 یہ پھرنے کی باتیں ہیں کہ ایسی نوز کی عات
 یہ گوناگوں تماشے روز و شب دنیا دکھائی دے
 یہ کیسا وقت نازک ہے بتاؤ اے مسلمانوں
 ہم اپنے ہاتھ سے اسلام کے جوہر فنا کریں
 غضب ہے لینے والے نام احمد کے بھائیوں
 بھرا دل ہے پڑھو نہیں کہنا تک ہائے یہ قصہ

میلِ کرم ہو آسائش ہو راحت ہو
 انگ ہو در غم اور دور تھے رنج و کلفت ہو
 خدا کا شکر و احسان صاحبِ عقل فرست ہو
 ہم میں جس کے نام شہزادی کی تم ہی بہت ہو
 جہاں تبدیلِ مذہب اچھیلے ان اچھلت ہو
 تو پیٹے کو اچھیلے زمین ہو سو ڈاہر فشر ہو
 کھلونا ہو کبھی اعلیٰ تو کاپی خالص برت ہو
 کہ مذہب کی ہر ایک ممکن طریقہ سے عفت ہو
 ادھر آؤ کبھی دیکھو اگر کھوڑی سی مہلت ہو
 اگر دیکھیں مسلمان اور کھوڑی سی حیت ہو
 گھروں میں مگر اقدس مساجد میں قامت ہو
 مسلمان بچوں کے منہ پوچھا کی آیت ہو
 تامل ہے اگر دیکھو مگر چشم بصیرت ہو
 ہمارا دینِ حضرت پر وہ ناموس غارت ہو
 ہمارا رنگ آزادی ہو پر وہ ہمسے اہت ہو
 نہ شکلوں پر ہو نور انک نہ چہروں پر ہر ہفت ہو
 اٹھائے اب خدائے کو اس جگہ کیسے ہو

دکھائیں اپنی حالت اب اگر دیکھو توجہ سے
 ہماری تربیت گاہ بنات اور بورڈنگ اسکا
 تمام ہندوستانیوں ایک اکیلی انسٹیٹیوٹ ہو

سنائیں مردِ دل اپنا اگر سننے کی طاقت ہو
 کہ جسے آج اے جباب تم سب از بس بُرنت ہو
 مسلمان بچو نیکی ہر طرح جس میں خفائت ہو

خدا کے نام کو سمجھیں پڑھیں انھیں خبر لیں
 پتہ دیتی ہے کچھ قوم مستقبل کا یہ کوشش
 قریب آئی ہو وہ ساعت نہیں میں دیکھ رہا ہوں
 مگر درکار ہے قوم کچھ احساس خود دل
 مدارس ہوں جو غیر نیکے وہاں گڑھی بٹی دلی ہے
 رکے آنے سے بچی اس لئے یاں پر حملہ کی
 بہت سی بچیاں محروم میں فیضان سے اسکے
 ہمدردی ناؤ کر دو پار ہو مسجد حار میں اٹکی
 ہمیں کے دوا گر گاڑی تو کیا ہیں کلام ہی کچھ
 ہمارے چھوٹے چھوٹے ہاتھ ہمارے سنسنے دل
 کسی قابل نہیں لیکن دعائیں دینگے تم کو یہ
 دعائیں مول لوطی ہی بس اسے اللہ کے بندو
 خدا بچوں کو عمر سے تو برکت ہو گاتی ہیں

نہ ہونا ہی مسلمان دلیں ہی کچھ اسکی عظمت ہو
 خدا کا فضل گر شامل ہو اور تیری اعانت ہو
 کہ ہر کچھ میاں کی خردین ہو مخرط ہو
 اگر پہلو میں دل ہو اور دلی میں کچھ حسرت ہو
 ہمیں آنا پٹے پیدل بخار ہو یا حرارت ہو
 کہ چھوٹے چھوٹے پاؤں کھڑے طے فرست ہو
 کریں کیا کیونکہ آئیں جب اتنی استطاعت ہو
 کہ ہم پرودہ نشیں میں اور تم مرد کی صورت ہو
 کہ بڑھ کر اس قرآن کی بھلا کیا اور خدمت ہو
 کہ جس میں شکر کی طاقت ہوئے بلکہ کی تقدیر ہو
 ترقی مال و دولت میں ہو اور دین میں کثرت ہو
 دعا وہ ایک گھوڑا ایک گھاری جس کی قیمت ہو
 ہمارا حق جو ہو ہمیں وہ ہمو بھی غیبت ہو



مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی لکھی ہوئی زمانہ تعلیم کی کتابیں

یہ کتاب پانچ دفعہ چھپی ہے، ضخامت ۲۱۶ صفحے ہیں،
یہ انیس سبقوں کا مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ حسن نظامی

بیوی کی تعلیم

نے اپنی اہلیہ کو بطور تقسیم کے لکھ کر بھیجے تھے ان اسباق میں خانہ داری کی وہ سب باتیں آگئی
ہیں جو ہندو مسلمان اور یورپین گھروں میں مروج ہیں اور ان باتوں کو ایسے طریقے سے لکھا ہے
کہ ہندو مسلم عورتیں صرف یہ ایک کتاب پڑھ کر تمام قابل اصلاح خرابیوں سے آگاہ ہو سکتی ہیں
اور جن چیزوں سے ملک ہندوستان تباہ و برباد ہو رہا ہے ان کو ہٹیک طور پر درست کر سکتی ہیں
چند سبقوں کے عنوان ہیں، دین، تعلیم و تربیت، دھڑی، ناک، میاں، بیوی، بچے، اپری
خلل، بیابج، شادی، غمی، نذر، نیاز، لباس، مکان، کہانا، پینا، کئی بیویاں، عرس
محرم، مسلم لیگ، کانگریس، یہی وہ کتاب ہے جس پر ہندوستان کے بڑے بڑے مشہور مردوں اور
عورتوں نے دیباچے لکھے ہیں، جو اس کتاب کے ساتھ شائع ہوئے ہیں، سب نے تسلیم کیا
ہے کہ عورتوں کے لئے یہ کیسی کتاب سوکتا ہوں سے زیادہ مفید ہے، ہندوستانی گھر میں خواہ
وہ ہندو کا ہو یا مسلمان کا اس کتاب کا رکھنا ضروری ہے، یہ ایسی کام کی کتاب ہے کہ زکوٰۃ
کے روپے غریب عورتوں میں تقسیم کرنی چاہیئے، کیونکہ اس کے پڑھنے سے عورتوں کو آسانی کے
ساتھ گھر چلانا آجائے گا، شوہروں سے برتاؤ کرنا سیکھ جائیں گی اور اپنے خانگی بہو وہ رسم و رواج
کے اصلاح کرنے کا شوق پیدا ہو جائے گا، جو لوگ اپنی بیویوں کو تعلیم دینا اور اپنے کام کا بنانا چاہتی
ہیں ان کو یہ کتاب ضرور خریدنا چاہئے، قیمت ۴۸

صفحہ ۱۲۸ صفحے، کاغذ درمیانہ، لکھائی چھپائی صاف
اس میں مختلف لوگوں کے بیان میں مصنف کی بیوی خواجہ

بیوی کی تربیت

